سوال

ل ودر(یت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

م چند احباب جو کہ یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ ہیں الحمدللہ اکثریت دین اداروں کی ہے۔ میں بعض دینی مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی۔ موضوع بحث وہ حدیثیں جو موضوع اور گھڑی ہوئی ہیں اور جن کی وجہ سے اسلامی تعلیمات کی غلط تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔ ہم دوستوں میں سے اکثر اس بات پر متفق تھے کہ ہمیں کس

پ سے گزارش ہے کہ آپ ہمیں حدیث کے صحیح اور معتبر ہونے کے رونما اصول اور ضوابط سے آگاہ کریں اور اس بات سے بھی کہ کسی حدیث کو قبول یا رد کرنے میں ہم اپنی عقل اور سمجھ کو کہاں تک استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

خوش آیند بات ہے کہ ہماری نوجوان نسل اپنی مجلسوں میں دینی مسائل پر گفتگو کرتی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دین اور مذہب ہی اس کائنات کا سب سے اہم موضوع ہے۔ اس لیے کہ اس پر ہماری اخروی اور لافنی زندگی کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر ضروری ہے کہ ہمار۔

فَسْئَلوا أَهلَ الذِّكرِ إِن كُنتُم لا تَعلَمونَ ٧ ... سورة الأنبياء

علم والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو۔''

آپ نے جس اہم موضوع کے بارے میں سوال کیا ہے وہ یہ ہے کہ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا معیار کیا ہے؟ اس کی سند یا اس کا متن یا دونوں چیزیں؟ یہ ایک خالص علمی موضوع ہے اور اس سلسلے میں تشفی بخش جواب صرف وہی عالم دین دے سکتا ہے جسے علم حدیث پر کامل دسترس حاصل ہو۔ یہ

مائے حدیث نے صحیح حدیث کی مکمل اور جامع تعریف یوں کی ہے: ''صحیح حدیث وہ ہے جس کی سند شروع سے آخر تک متصل ہو ایسے راوی کی روایت سے تو عدل ہو اور جس کی یادداشت مکمل ہو اور حدیث شذوذ اور سقم سے پاک ہو۔''

ا یہ ہے کہ راوی نیک اور پرہیزگار شخص ہو جو اپنے اقوال وافعال میں اللہ سے ڈرتا ہو، جسے آخرت کا خوف ہو، جھوٹ اور فریب سے پاک ہو، گناہ کبیرہ کا ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو۔ سند راویوں کی اس کڑی یا اس سلسلے کو کہتے ہیں کہ جو آخری راوی سے شروع ہو کر اس صحابی تک پہنچتی ہے جنھوں

صحیح اور ضعیف حدیث کے درمیان تمیز کرنے کے لیے سب سے پہلے جس چیز پر نظر کی جاتی ہے وہ حدیث کی سند ہے۔ چنانچہ حدیث کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ حدیث کی سند متصل ہو اور اس سند کے تمام راوی عدل ہوں۔ اس لیے ان میں سے فرد افراد ہر ایک راوی کی مکمل شخصیت سے واق

علمائے حدیث کا یہ مسلک رہا ہے کہ صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز کی خاطر انھوں نے حدیث کے متن (مضمون کے مقابلے میں سند) پر زیادہ توجہ دی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انھوں نے متن کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی جیسا کہ بعض حضرات سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علمائے حدیث۔

1۔ حدیث کا مضمون بیہودہ اور لایعنی باتوں پر مشتمل ہو۔ مثلاً یہ حدیث کہ "بیگن ہر بیماری کا علاج ہے ''یا یہ حدیث کہ "اول کی قدوسیت ستر نبیوں کی زبان پر ہے ''ظاہر ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس طرح کہ لایعنی اور لغو باتیں نہیں نکل سکتیں

2۔ حدیث صریح عقل کے خلاف ہو اور اس میں کسی ایسی بات کا تذکرہ ہو جسے عقل سلیم قبول کرنے سے انکار کرے۔

3۔ حدیث میں کوئی ایسی بات ہو جو قرآن اور دوسری صحیح احادیث سے ثابت شدہ اصول کے خلاف ہو۔

4۔ حدیث میں کسی ایسی بات کا ذکر ہو جو تجربہ کے ذریعے ثابت اور مسلم حقیقت کے خلاف ہو۔

5۔ حدیث کسی ثابت شدہ تاریخی حقیقت سے مختلف ہو۔

زی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "کسی نے خوب کہا ہے کہ جب تم کسی حدیث کو عقل سلیم یا قرآن وسنت کی اصولی باتوں کے خلاف پاؤ تو جان لو کہ یہ حدیث من گھڑت ہے۔ "اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح حدیث کی سند پر بحث وتحقیق ضرور ہے اسی طرح حدیث کے متن اور مضمون پر بھی تحقیق ضروری ہے

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حدیث میں کسی ایسی بات کا تذکرہ ہوتا ہے جس کا وقوع پذیر ہونا بظاہر ناممکن اور محال نظر آتا ہے اور اس بنا پر بعض ناقص العقل حضرات اس حدیث کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ جس بات کو ناممکن اور محال سمجھ رہے ہوتے ہیں عقلاً وہ چیز ناممکن اور محال نہیں ہوتی۔

ں لوگ کسی صحیح اور معتبر حدیث کو اس لیے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں کہ یہ کسی ثابت شدہ سائنسی حقیقت کے خلاف ہے۔ حالانکہ وہ جس سائنسی حقیقت کو ثابت شدہ اور مسلم سمجھ رہے ہوتے ہیں کچھ سالوں کے بعد پتا چلتا ہے کہ حقیقت یہ نہیں بلکہ اس کے برعکس ہے۔ (جیسا کہ پہلے سائنس دانوں کا دعوی

کہ ڈارون کے نظریے کو پہلے ایک سائنسی حقیقت حاصل تھی۔ بعد میں خود سائنس دانوں نے اسے ٹھکرا دیا۔ بعض لوگ کسی صحیح اور معتبر حدیث کو اس بنا پر رد کر دیتے ہیں کہ حدیث کسی قرآنی آیت یا کسی اور صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ حالانکہ غور کیا جائے تو ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ سارا قص

ملیہ سے دریافت کیا گیا کہ متن اور مضمون کی بنیاد پر کیا کسی حدیث کو ضعیف قرار دیا جا سکتا ہے؟ کیا اس کے کچھ اصول وقواعد ہیں؟ آپ نے فرمایا "یہ ایک عظیم سوال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ متن کی بنیاد پر کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے کا حق دار صرف وہی عالم حدیث ہے جس کے گوشت پوست میں حدیہ

ث کا ایسی مبالغہ آرائیوں پر مشتمل ہونا جن کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو زیب نہیں دیتا۔ اور اس طرح کی حدیثیں بے شمار ہیں مثلاً یہ حدیث کہ "جس نے لاالہ الا اللہ کہا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کلمہ طیبہ کے عوض ایک ایسا پرندہ تخلیق کرے گا جس کی ستر ہزار زبانیں ہوں گی۔ ہر زبان کی ستہ

2۔ حدیث میں ایسی باتوں کا تذکرہ جو تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہیں۔ مثلاً یہ حدیث کہ "بیگن ہر مرض کی دوا ہے "یا یہ حدیث کہ "بات کرنے کے دوران جب کوئی شخص چھینکے تو یہ اس کے سچ ہونے کی علامت ہے "یا یہ حدیث کہ "دال کھایا کرو کیوں کہ دال دل کو نرم بناتی ہے اور آ

3۔ حدیث میں ایسی باتوں کا تذکرہ جو لوگوں کے مذاق اور استہزاء کا موضوع بن جائیں مثلاً یہ کہ "اگر چاول آدمی کی شکل کا ہوتا تو بڑا نرم دل ہوتا اسے جو بھی کھاتا شکم سیر ہو جاتا وغیرہ اس قسم کی مضحکہ خیز باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں ہو سکتیں۔

"4ق

ں حدیث کے من گھڑت ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ قرآن وحدیث کی واضح تعلیمات کے مطابق صرف نام اور القاب کی بنا پر جہنم سے نجات نہیں مل سکتی۔ بلکہ اس کے لیے ایمان اور نیک اعمال ضروری ہیں۔ اس جیسے بے شمار من گھڑت احادیث ہیں جن میں چھوٹی چھوٹی نیکیوں پر جہنم۔

"5ر

"6سَ

7۔جس حدیث میں یہ دعویٰ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کی موجودگی میں کوئی بات کہی یا کوئی کام کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے متفقہ طور پر اسے لوگوں سے پوشیدہ رکھا ہو۔ مثلاً یہ حدیث کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃالوداع سے واپسی کے موقع پر علی ا بر

8۔جس حدیث میں علاج و معالجے سے متعلق خلاف عقل باتیں ہوں۔ مثلاً یہ حدیث کہ "جبریل علیہ السلام میرے پاس جنت سے ہدیہ لے کر آئے جب میں نے اسے کھایا تو مجھے ہمبستری کے لیے چالیس مردوں کی قوت عطا کی گئی" یا یہ کہ "مومن شیریں ہوتا ہے۔ اور شیرینی پسند کرتا ہے۔

"9ں

"10ی

سیل کے بعد یقینی طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ علمائے حدیث نے جس طرح احادیث کی سند میں بے انتہا بحث و تحقیق کی ہے اسی طرح انھوں نے احادیث کے متن اور مضمون کی طرف بھی خاطر خواہ توجہ دی ہے۔ یہ کہنا غلط ہوگا کہ کسی بھی حدیث کو قبول کرنے اور اسے صحیح اور معتبر ماننے کے لیے صرف

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ یوسف القرضاوی

قرآن اور حدیث، جلد: 2، صفحہ: 17

محدث فتویٰ